دل کی بات　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　مدیر

معمر قذافی......مردِ آہن کے اقتدار کا خاتمہ

لیبیا کے مردِ آہن کرنل معمر قذافی دردناک انجام سے دوچار ہوئے اور مسلم حکمرانوں کے لیے عبرت کی ایک خوف ناک مثال بن کر دنیا سے رخصت ہوگئے۔ معمر قذافی نے یکم ستمبر ۱۹۶۹ء کو شاہ ادریس کی حکومت کا تختہ الٹ کر اقتدار پر قبضہ کیا تو لیبیا کے عوام اِس انقلاب پر جشن منا رہے تھے۔ تب قذافی ۲۷ سالہ جوانِ رعنا تھا۔ ۲۰؍ اکتوبر ۲۰۱۱ء کو جب اُن کے ۴۲ سالہ اقتدار کا خاتمہ کر کے، اُن کے جسم کو گولیوں سے چھلنی کر کے اور اُن کی لاش کو سڑک پر گھسیٹا گیا تو عوام پھر جشن منا رہے تھے۔ اب ان کی عمر ۶۹ برس تھی۔

امام الہند مولانا ابوالکلام آزادؒ نے سچ فرمایا تھا کہ: ''میں نے رائے عامہ سے زیادہ ناپائیدار چیز کوئی نہیں دیکھی۔''

معمر قذافی، عالمی طاغوت امریکی مداخلت کا تازہ ترین شکار بنے ہیں۔ امریکہ و فرانس نے قذافی کے باغیوں کو جدید ترین مہلک ہتھیار فراہم کیے اور اسلحے کے انبار لگا دیے۔ ایک خودمختار ملک میں جارحانہ مداخلت کی یہ بدترین مثال ہے۔

قذافی کا انجام یقیناً افسوس ناک ہے اور بحیثیت مسلمان ہمیں اس کا شدید دُکھ اور صدمہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ ایسا کیوں ہوا؟ عراق، تیونس اور مصر کے بعد اب لیبیا کو عالمی طاغوت نے جس طرح نشانہ بنایا ہے اگر اسباب پر غور کر لیں تو جواب مل جائے گا۔ اور اگر ''تو ہی نہ چاہے تو بہانے ہزار ہیں۔'' شام میں بھی کام تیار ہے۔ اور پاکستان؟ اللہ تعالیٰ ہماری حفاظت فرمائے (آمین)

قرآن کریم ہمارے زوال کے اسباب بیان کرتا ہے:

☆خشکی اور تری میں فساد برپا ہوگیا ہے، لوگوں کے اپنے ہاتھوں کی کمائی سے۔ (سورۃ الروم: ۴۱)

☆اور جو پڑے تم پر کوئی سختی سو وہ بدلہ ہے اُس کا، جو کمایا تمہارے ہاتھوں نے۔ (سورۃ شوریٰ: ۳۰)

معمر قذافی اور ذوالفقار علی بھٹو میں کئی مماثلتیں تھیں۔ بھٹو اقتدار میں آئے تو عوام کا سیلاب اُن کے ساتھ تھا۔ اُنہیں پھانسی ہوئی تو ملک میں سناٹا تھا۔ بھٹو نے نعرہ لگایا: ''اسلام ہمارا دین، جمہوریت ہماری سیاست اور سوشلزم ہماری معیشت ہے'' جب کہ یہ تینوں باتیں آپس میں متصادم ہیں۔ قذافی نے بھی اسلام، سوشلزم اور سرمایہ دارانہ نظام کی مرکب ''سبز کتاب'' قوم کے سامنے پیش کی۔ وہ ۱۹۷۴ء کی اسلامی سربراہ کانفرنس میں جس جوش و جذبے سے شریک ہوئے اس سے انہیں بہت شہرت ملی۔ وہ عرب کے بھٹو کہلانے لگے۔ وہ خود کو عرب دنیا کا سب سے بڑا لیڈر سمجھتے تھے۔

اے کاش! وہ اپنے ۴۲ سالہ اقتدار میں اسلام کے نفاذ کے لیے بھی کچھ کرتے، انہوں نے عوام کے لیے جو کچھ کیا وہ ان کے کسی کام نہ آیا۔ وہ اللہ کے لیے کچھ کرتے تو آخرت میں سب کچھ کام آجاتا۔ وہ اپنے دوست ذوالفقار علی بھٹو، صدام حسین اور حسنی مبارک کے انجام سے کوئی سبق حاصل کر لیتے۔ فیا حسرتی!

امریکہ، افغانستان سے جا تو رہا ہے لیکن مسلمانوں کا بڑا نقصان کر کے جائے گا۔ آئندہ کس کی باری ہے؟ یہ بھی وہ طے کر چکا ہے۔ قذافی کی موت تمام مسلم حکمرانوں کے لیے سبق آموز بھی ہے اور عبرت انگیز بھی۔ اقتدار اللہ کی نعمت بھی ہے اور آزمائش بھی۔ اللہ نے اختیار دیا ہے تو اللہ کے دین کو نافذ کر دو۔ اللہ کو دھوکہ نہیں دیا جا سکتا ورنہ وہ اسی طرح عبرت کا نشان بنا تا رہے گا۔